

ناممکن کو ممکن کون بنائے گا!

سنگاپور 1965 میں مکمل طور پر آزاد ہوا۔ غلامی کے دور سے نکلتے وقت یہ چھوٹا سا ملک کسی قسم کی اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ ساٹھ کی دہائی میں ملک کی تصاویر دیکھیں تو پسمندگی، جہالت اور غربت ٹپک ٹپک کر نظر آتی ہے۔ معاشی معاملات، ایک ادنیٰ سی بندرگاہ سے مسلک تھے۔ بندرگاہ کی عمارت بذات خود کسی بھی سہولت سے عاری تھی۔ چند درجن مسافروں کی کشتیاں اور ایک بوسیدہ ہی بلڈنگ۔ بالکل اسی طرح، عام آدمیوں کیلئے پلک ٹرانسپورٹ کا نظام حد درجہ پست بلکہ کئی لحاظ سے مضبوط خیز تھا۔ پرانے سے ٹرک، جنکے پیچھے لکڑی کے تختے لگادیے جاتے تھے۔ مسافر اس تختے پر بیٹھے یا کھڑے رہتے تھے۔ چوبی تختے اور پرسے بالکل برہنہ تھے۔ دھوپ، بارش، پانی، ہر طرح کے مسائل مسافروں کیلئے منہ کھول کر کھڑے ہوتے تھے۔ بازاروں کا بھی یہی حال تھا۔ ریٹھیاں، خواپچے اور زمین پر سامان لگا کر چھوٹے چھوٹے دکاندار روزی کمانے کی کوشش کرتے تھے۔ پورے سنگاپور میں، عمدہ طرز کی عمارتیں یاد فاترنہ ہونے کے برابر تھے۔ غربت کا یہ عالم تھا کہ عام آدمی کو دن میں ایک بار بھی کھانا مل جاتا، تو اسے نعمت سمجھتا تھا۔ عرض یہ کہ یہ ملک پسمندگی کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ ملیشیاء سے علیحدگی کے وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سنگاپور میں، عمدہ طرز کی عمارتیں یاد فاترنہ ہونے کے برگز ہرگز خواب نہیں تھا۔ اسکے لیے یہ قابل عمل کام تھا۔ اہم ترین نکتہ ایک اور بھی ہے۔ پیشے اور تعلیم کے لحاظ سے لی کان یا ایک وکیل تھا۔ اقتصادیات سے اس کا دور دور کا تعلق نہیں تھا۔ اپنے ملک کے پہلے وزیر اعظم کے طور پر اسے کام کرنے کے تین سال ملے اور ان تین دہائیوں میں سنگاپور دنیا کے صفوں کے ملکوں میں شامل ہو گیا۔ یہ ایک ایسا معاشی مجھزہ تھا، جسکے لیے تیسری دنیا کے ممالک صرف اور صرف انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شائد انتظار کے علاوہ ان بد قسمت ملکوں کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں ہوتا۔ ہمارا ملک بھی اسی دور اہے پر ساکت کھڑا ہے۔ جعلی ترقی کے نعرے سن سکر عام آدمی کی رو جیں تک زخمی ہو چکی ہیں۔ شائد یقین نہ آئے۔ چوبیں فیصد پاکستانی یعنی پانچ کروڑ شہری غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

بات سنگاپور کی ہو رہی تھی۔ لی کان یونے وزیر اعظم بننے کے بعد انہیں اہم فیصلے کیے۔ ان فیصلوں نے نہ صرف ملک کا مقدار بدل دیا بلکہ اس ملک کو دنیا میں ترقی کی مثال بنادیا۔ پہلا فیصلہ تھا کہ حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر کرپشن کو مکمل طور پر ختم کر دیا گا۔ ناممکن کام کمال آسانی سے کیا گیا۔ سب سے پہلے "بڑے بڑے مگر مجھ" پکڑے گئے۔ لوگ جو اس غریب ملک میں لوگوں کا خون پی رہے تھے۔ جب انہیں عدالتوں میں لیجا گیا تو قوانین میں کئی سبق تھے۔ ب्रطانوی غلامی کے دور میں بننے ہوئے ان قوانین میں اتنی پیچیدگیاں تھیں کہ کسی کو سزا دینا ممکن ہی نہیں تھا۔ یہ بالکل ہمارے "عدالتی نظام" کی مانند تھا جس میں برس ہابس، مقدمات چلتے رہتے ہیں۔ طاقتور کے خلاف گواہی دینے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ چونکا وکیل کرنے سے معاملات کو اتنا الجھا دیا جاتا ہے کہ انصاف کہیں گم ہو جاتا ہے۔ لی کان بطور وکیل عدالتی نظام کو سمجھتا تھا۔ اس نے قوانین کو بے حد سادہ کر دیا۔ تمام قانونی موشگا فیوں کو ختم کر دیا گیا۔ قوانین کے سبق بھی دور کے گئے۔ عدالتی نظام فعال ہو گیا اور بڑے بڑے مگر مجھ جیل میں سڑنے پر مجبور ہو گئے۔ لی کان یونے پنجی سطح پر حکومتی نظام میں بھی عوامی

مشکلات کو ختم کر دیا۔ افسران کے صوابد یوں اختیارات ختم کر دیے گئے۔ یاد رہے کہ اس نے بھی شعبہ میں بھی ہر طرح کی کرپشن کا سد باب کیا۔ عام لوگوں کو شائد اندازہ نہ ہو کہ دیومالائی کرپشن، سرکاری شعبہ میں نہیں بلکہ بھی شعبہ میں ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں کرپشن کا کینسر بھی شعبہ میں جیران کن حد تک طاقتور ہے۔ مگر اسکی پکڑ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ عدالتی نظام میں سزا میں اور بچھی سطح پر ضابطوں کی سادگی سے کرپشن کے سانپ کا سر کچل دیا گیا۔ یہ سنگاپور کا پہلا کار نامہ تھا۔ سنگاپور کیا، کسی بھی ملک کیلئے ترقی کے زینے پر پہلا قدم، کرپشن کی بخ کنی کرنا ہے۔ ہمارے ملک میں شائد یہ بالکل ابتدائی دور میں ہے۔ بلکہ چچ پوچھیے تو تمام طاقتور حلقے احتساب کے عمل سے مکمل باہر ہیں۔

لی کان یونے یہ محسوس کیا کہ سنگاپور کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مسائل موجود ہیں۔ اس نے اپنی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہی ہمسایہ ممالک بلکہ پوری دنیا کے ساتھ "امن" پر رکھی۔ اعلان کیا کہ جنگ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ اس سے صرف اور صرف نقصان ہوتا ہے اور سنگاپور کسی بھی صورت میں کوئی نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہہ دیا کہ اسکے ملک کو مکمل طور پر تنہا چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ ترقی کر پائے۔ فیصلہ کوئی آسان نہیں تھا۔ اس پالیسی سے سنگاپور کو حد درجہ فائدہ ہوا۔ کسی بھی ملک سے اسکے تعلقات کشیدہ نہیں رہے۔ یہ ہماری صورتحال سے مکمل طور پر متفاہد ہے۔ ہم اپنے ہر ہمسایہ ملک سے کسی نہ کسی صورت میں حالتِ جنگ میں ہیں۔ ہم ان سے تگ ہیں اور وہ ہم سے تگ ہیں۔ ہمیں آہستہ آہستہ معاشی طاقتور ملک کی بجائے "سیکیورٹی سٹیٹ" بنادیا گیا ہے۔ کوئی بھی اس سطح کا سیاستدان نہیں جواب اس دشمنی کو عملی طور پر کم کر سکے۔ ختم کرنا تو خیر ممکن ہی نہیں ہے۔ ہمارا ملک "خون خواری اور جنگ" کے حوالے سے پوری دنیا میں منفی شہرت کا حامل ہے۔ سفارتی سطح پر بھی ہمارے دوست بہت کم ہیں۔ دشمنی کو خیر بڑھانے میں ہمارا جواب ہی نہیں ہے۔

لی کان یونے آزادی کے وقت اندازہ لگایا کہ اسکے ملک میں چینی، ملائی اور انڈین نسلیں موجود ہیں۔ انگلی زبان، رہنمیں، مدنہ، مذہب، رسومات، سماجی آداب ایک دوسرے سے مکمل طور پر مختلف ہیں۔ اس دانا آدمی نے ان تمام اقوام کی زبانوں کو قومی زبان قرار دیدیا۔ چنانچہ چینی، تامل اور ملائی زبان پر کسی قسم کا لسانی جھگڑا نہیں ہوا۔ ان تینوں زبانوں کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کو بھی قومی زبان کا درجہ دیدیا گیا۔ لسانیت کی بنیاد پر پورے سنگاپور میں ہر قسم کے اختلاف کو بہترین طریقے سے ختم کر دیا گیا۔ یہ ہمارے ماضی کے بالکل برعکس ہے۔ جہاں ہم نے اردو کو مشرقی پاکستان پر زبردستی نافذ کیا۔ ملک توڑ لیا مگر بنگالی زبان کو اسکے جائز حقوق نہیں دیے۔ چلیے، یہ ملک تو بنا ہی، مرثیہ اور نوحہ گری کیلئے ہے۔ اس لیے کسی سے بھی کوئی گلہ نہیں۔ لسانی معاملات کے ساتھ ساتھ لی کان یونے ملکی پالیسی میں از حد برداشت اور یگانگت کا مظاہرہ کیا۔ سنگاپور میں بدھ مت، عیسائی، مسلمان، ہندو، سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ موجود ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد آبادی کا چودہ فیصد ہے۔ مگر لی کان یونے سخت ترین حکومتی اصول بنایا کہ حکومت کا کسی کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ریاست کی نظر میں سب برابر ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سنگاپور میں مذہب کی بنیاد پر کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ ہر انسان مذہبی امور میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ اپنے عقائد کے حساب سے زندگی گزار سکتا ہے۔ خیر اس معااملے میں پاکستان بہت زیادہ خوش قسمت واقع نہیں ہوا۔ بس

یہی جملہ لکھنے پر اکتفا کروں گا۔

لی کان یونے ایک غیر جاندار اور ایماند ارسول سروں بنائی۔ جانتا تھا کہ اسکی حکمتِ عملی کو ایک مختی سول سروں ہی عملی شکل دے سکتی ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخوا ہوں میں خطیر اضافہ کیا تا کہ انکی بنیادی ضرورتیں پوری ہوں۔ لی کان یواس معاملہ میں بھی کامیاب ہوا۔ مختی اور غیر جاندار سرکاری ملازم، اسکی طاقت بن گئے۔ انہوں نے صرف تیس سال میں وہ کردیا جو شائد ہمارے جیسے ملک کیلئے خواب ہو۔ لکھتے ہوئے بھی دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں، سرکاری ملازم کو سیاسی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر مکمل طور پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دھڑہ بندی اور گروہوں نے ایک دوسرے کا جینا حرام کر دیا ہے۔ عوام کیلئے تو صرف اور صرف نعرے ہیں۔ ہمارے یہاں افسروں کیلئے غیر جاندار اور ایماندراہونا مکمل طور پر منفی امر ہے۔ ایک انہنائی مختلف قدم جو لی کان یوکی ٹیم نے اٹھایا۔ وہ تھا کہ سنگاپور کو یافیزیر سٹیٹ نہیں بنایا۔ کہتا تھا کہ اس طرح لوگوں کو حکومتی امداد کی ایفون کی طرح عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ ایک آزاد ہم نکتہ ہے۔ لی کان یونے، عام لوگوں کیلئے بلند ترین سطح کی سہولیات پیدا کیں۔ صحت، تعلیم، صاف پانی اور دیگر سہولیات بین الاقوامی درجہ کی مہیا کر دیں۔ لوگوں میں محنت، تجارت اور سخت کوشی کی عادات ڈالی۔ وقت کی پابندی کو مذہبی رویہ کا درجہ دیدیا۔ اسکے ساتھ ساتھ سنگاپور، جہاں کوئی معدنیاتی ذخائر یا تیل نہیں ہے۔ اسے ایک بین الاقوامی تجارتی مرکز بناؤ۔ اعلیٰ نظام کو دیکھ کر اکثر بڑی کمپنیاں کے دفاتر سنگاپور منتقل ہو گئے۔ لوگوں کیلئے روزگار کے بہت مفید موقع پیدا ہو گئے۔ لی کان یو کے اقدامات کی بدولت ایک نیم خواندہ، تیسرا دنیا کا رینگتا ہوا ملک، بلند ترین سطح کا تجارتی خطہ بن گیا۔ آج کم از کم ایشیا میں اس عظیم سطح کا کوئی ملک نہیں ہے۔ یورپ بھی کئی معاملات میں سنگاپور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس تناظر میں پاکستان کو ضرور دیکھنا چاہیے۔ بدھتی سے، ہمارا ملک ہر سطح کے مسائل کا گڑھ بن چکا ہے۔ انتشار، کھینچاتانی، بددیانتی، جھوٹ، کرپشن، یعنی کسی برائی کا ذکر کیجئے۔ وہ یہاں موجود ہے۔ اب تو مسائل پر لکھنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ کیونکہ نہ کوئی عملی اثر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی سنجیدگی سے حل کرنا چاہتا ہے۔ وعدے وعید، نعرے، تشبیر اور ہر مرحلہ پر ڈہنی اور عملی بددیانتی نے ہمارے پورے ملک کو فاجح کے مرض میں بٹلا کر دیا ہے۔ موجودہ دنیا کے طرزِ عمل اور اقدار کو ہمارے ہاں، مکمل طور پر منفی سمجھا جاتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی پر قانونی بندش لگانے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہترین حکومت بھی بائیس کروڑ انسانوں کے ملک کو اور پر سے نیچے تک ٹھیک نہیں کر سکتی۔ صرف آبادی کا سیالاں ہی ہماری بربادی کیلئے کافی ہے۔ یہاں ترقی کے نعرے تو لگائے جاسکتے ہیں مگر عملاً ترقی کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ شائد کوئی لیڈر اس ناممکن کو ممکن بنادے!

راو منظر حیات